ذخیرہ کتب :۔ سید منور علی شاہ صاحب (امریکہ) پیشکش :۔ محمد احمد ترازی

سوادِ اعظم لاہور

ہفت روزہ

مدیر مسئول حکیم سید غلام معین الدین نعیمی

سالانہ سات روپے
فی پرچہ ۶ پیسے

جلد ۷	۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ	بروز جمعۃ المبارک	۱۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء	شمارہ ۱۷

تہذیبِ نو......!

محمد اکرم رضا کوٹ ڈوبہ

پلا ساقیا تو پلا جام اور
غزل چھیڑ کر تو مجھے ساز دے
میرے قلم تو بے باک کر
ترقی ترقی ، یہ تہذیبِ نو
یہ صاحب ہیں ویسی اپنے کی پیداوار
نہ کچھ خوفِ اللہ ، نہ خوفِ رسول
وہ بیگم جسے ڈارلنگ یہ کہیں
وہ بیگم کہ اک فتنہ ہے سر بسر
یہ جس راہ پہ ہیں ، صحیح راہ نہیں
مسجد میں جانے سے ہے ننگ و عار
نہ سوچی کبھی زیست کی انتہا
کہ ہر وقت ہے فلمی گانوں سے کام
نہیں چاہتے بیٹا غازی بنے
نہیں چاہتے یہ بنے دیندار
چل جائیں گھر میں مسرت کے دیپ
دختر بنے ریٹا اور صوفیہ
نہ بیٹے کو والد کی عزت کا پاس
ہیں ناقابلِ عمل ارکانِ دین
عجب زندگی ہے عجب ہیں یہ طور
قریب آ کے دیکھو جو ہے خالی خول
دم بے گا سب کھول کر ہی رہتا

دکھائے جا مجھ کو ترقی کا دور
اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
اٹھے میرا فہم و ادراک کر
نمائندہ گندم فروشند جو
یہ تہذیبِ مغرب کے ہیں گرفتار
پہ بیگم سے ڈرنا ہے ان کا معمول
سہنا ناز نخروں کو جس کے سہیں
رہے جس کا خداوند کو ہر وقت ڈر
نماز ان کی جائے تو پرواہ نہیں
پہ لطفِ شبینہ بڑھائے ہے " بار "
ہے تخلیقِ آدم کا کیا مدعا !
اولاد کے ایکٹروں سے ہیں نام
ترجمانِ حق کا ہو نمازی بنے
نہیں ان کی خواہش کہ ہو حق شعار
جو بیٹا بنے ہے کیوپڈ و دیپ
یہ ہم جنسِ سیتا، خدا کی پناہ
ہے بھائی کو بھائی کے خوں کی پیاس
ڈارون کی تھیوری یہ بالکل یقیں
عجب ہے دکھا دے کے دانتوں کا شور
کہ ہیں دور کے تو پسندیدہ ڈھول
تو رہنا سلامت مرے ساقیا

دشمنِ حکمِ رسول ایک ایران کا خسرو پرویز تھا

اور ایک آج دشمنِ سنتِ رسول پرویز نامی ہے

خسرو پرویز سنہ ۷ھ بعد صلح حدیبیہ کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ اسلام ساری دنیا کے لیے رحمت بن کر آیا ہے۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ یہ پیغام ساری دنیا میں پہنچایا جائے۔ اس کے بعد حضور نے تمام بادشاہوں کے نام جو آپ کے اردگرد تھے دعوتی خطوط لکھے اور ان کو اسلام کی طرف بلایا۔ جب آپ نے بادشاہوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو صحابہ کرام میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان الملوک لا یقرؤن کتابا الا مختوما۔ بادشاہ ایسا کوئی مکتوب نہیں پڑھتے جس پر مہر ثبت نہ ہو۔ (تاریخ اسلام صفحہ ۸۴ از رشید اختر) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہر بنوائی جس پر "محمد رسول اللہ" کے حروف کندہ تھے۔ پھر چھ خطوط لکھے جو ایک ہی دن محرم سنہ ۷ھ کو اپنے چھ نامہ بروں کو سپرد کئے اور انہیں مختلف اکناف کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ سارے کے سارے نامہ بران قوموں کی زبان میں مہارت رکھتے تھے جنکی طرف بھیجے گئے تھے۔

ان میں ایران کے بادشاہ کسریٰ خسرو پرویز کی طرف حضرت عبداللہ بن حذافہ کو روانہ فرمایا۔ مورخ ابن کثیر امام بخاری کے حوالے سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا یہ گرامی نامہ عبداللہ بن حذافہ کی بجائے حضرت شجاع بن وہب کی وساطت سے خسرو پرویز کو پہنچایا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ کسریٰ کے دربار عام میں پہنچا اور خط دیا۔ خسرو کا ایک صاحب خط پڑھنے لگا۔ اس نے پہلے الفاظ سنے ہی تھے کہ غضب میں آگیا اور اس کے ہاتھوں سے خط چھین کر پھاڑ ڈالا۔ اور حضور کے قاصد کو دربار سے نکال دیا۔ طبری فرماتے ہیں کسریٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گرامی نامہ پھاڑنے میں تعلّی کی تھی اور کہا تھا یکتب الی ہذا وہو عبدی وہ میرا غلام ہو کر یوں مخاطب کرتا ہے۔ (معاذ اللہ)

القصہ جب حضور کا قاصد کسریٰ کے دربار سے لوٹ کر مدینہ آیا اور تمام قصہ سنایا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ کے حق میں فرمایا۔ اللّٰھم مزق ملکہ۔ اے اللہ اس کی سلطنت کو چاک کر دے۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ کسریٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بقیہ ص ۳ پر

ترجمہ کشف غطہ

تذکرے

اولیاء کرام اور مسئلہ ظہور کرامت

از حضرت علامہ سید ذکریا شاہ بنوری مد

میرے سامنے ہیں صاحب تفسیر مظہری نے جو حدیث بیان کی ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ارواح کو اجساد کی قوت دی ہے ۔ اور وہ زمین پر و آسمان پر اور جنت میں چلتے ہیں ۔ (الخ) اس کرامت بعد الموت کے لئے واضح دلیل پائی جاتی ہے ۔ کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی مذکورہ بالا دو حدیثوں میں صاف ظاہر ہے ۔ کہ شہید کو جب دوسرا جسم عطا کیا جاتا ہے تو وہ اس طرح گویا ہوتا ہے ۔ اور یہ کہ ان کے ارواح سبز پرندوں کے قالب میں جنت میں پھرتے اور غذا حاصل کرتے رہتے ہیں ۔ اور پھر عرش کے نیچے قنادیل میں پناہ لیتے ہیں یہ سب کرامات ہیں جو کہ بعد الموت ثابت ہیں ۔

حضرت امام حافظ عبد العظیم منذری نے اپنی کتاب الترغیب والترہیب میں اس طرح نقل کیا ہے :۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ ایک صحابی نے ایک قبر کے اوپر ایک خیمہ نصب کیا ۔ ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے ۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ایک ایسے شخص کی قبر ہے جو کہ سورۂ ملک کی تلاوت کر رہا ہے ۔ اس صحابی نے یہ تلاوت سنی ۔ یہاں تک کہ وہ سورت ختم ہو گئی ۔ اس کے بعد وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ۔ اور عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ! میں نے ایک قبر پر خیمہ نصب کیا ۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا ۔ کہ یہ قبر ہے ۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا ۔ کہ یہ ایک شخص کی قبر ہے جس نے سورۂ ملک کی تلاوت فرمائی میں اس کو سنتا رہا ۔ حتیٰ کہ سورہ ختم ہو گئی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ کہ یہ سورۂ ملک عذاب قبر سے نجات دینے اور والی ہے ۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور شارح فاضل نیموی نے کہا ۔ کہ اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے ۔ الخ ۔ حضرت شیخ الاسلام علامہ شہاب الدین احمد بن احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ اس کلام کو اپنی کتاب موسوم بہ نفحات القرب والاتصال باثبات التصرف لاولیاء اللہ تعالیٰ والکرامت بعد الانتقال) میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ کہ سورۂ ملک کی تلاوت سے یہ ثابت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تقریر فرمائی وہ اس شخص مذکورہ کی کرامت بعد الموت پر ایک واضح دلیل ہے ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میت کا سورۂ ملک کی تلاوت کرنا اقرار کر کے فرمایا کہ یہ عذاب قبر کے لئے مانع ہے ۔ اور نجات دینے والی ہے ۔ اور حضور کی تقریر جیسا کہ اصول کی کتابوں میں وارد ہے ۔ احکام کے ثابت کرنے میں شرعی دلیل ہے ۔ اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے اور جس چیز کو ہم نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے ۔ وہ قاضی القضاۃ اوشی حنفی کے اس قول کے منافی نہیں ہے ۔ جو کہ انہوں نے کتاب بدء الامالی میں درباره عقائد منظوم کیا ہے اور وہ قول یہ ہے ۔ وکرامات الولی ۔ بدار دنیا لھا کون فھم اھل النوال اہل علم کے نزدیک ولی کی کرامت کا تعلق اس دنیا کے ساتھ ہے ۔ نہ کسی ظاہر روایت سے اور نہ کسی نص سے یہ ثابت ہو سکتا ہے ۔ کہ اولیاء اللہ کی کرامات بعد موت منقطع ہو جاتی ہیں ۔ اور نہ ہی یہ ثابت ہو سکتا ہے ۔ کہ ان کی کرامات کسی خاص حالت کے ساتھ مختص ہیں ۔ کیونکہ دنیا سے مراد وہ تمام مخلوقات عالم ہیں جن میں جواہر اور اعراض بھی شامل ہیں ۔ اور دار دنیا دار آخرت سے پہلے ہے ۔ قاضی القضاۃ اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا کلام میں جو دنیا کا لفظ وارد ہوا ہے وہ آخرت کے مقابل ہے ۔ اور آخرت سے مراد وہ زمانہ ہے جو کہ قبروں سے اٹھنے کے بعد کا ہے ۔ اس سے پہلے کا زمانہ ہرگز مراد نہیں ہے ۔ یہاں تک کہ یہ زمانہ جس کو دنیا کہتے ہیں ۔ موت سے لے کر حشر تک ہے ۔ قاضی القضاۃ کے قول سے بظاہر کسی قدر تعارض کا احتمال پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن دلیل اس کی تائید نہیں کرتی ۔ کیونکہ ابن قیم نے ابی یعلی سے نقل کیا ہے ۔ کہ عذاب قبر دنیا سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ یہ حشر سے پہلے واقع ہوتا ہے ۔ اور موت کے بعد سلسلہ حیات کے منقطع ہونے سے پیدا ہوتا ہے پھر اس کی مدت بھی نامعلوم ہے اس نظریہ کی تائید الجلال نے شرح الصدور میں کی ہے ۔ اور پھر اس قول کی دوسری تائید دین سری نے زہد میں بذریعہ حدیث کی ہے ۔ جس کے راوی مجاہد ہیں ۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ کفار کو عذاب آخرت سے پہلے شروع میں ایک اونگھ آئے گی ۔ جس میں وہ نیند جیسی لذت پاتے ہیں ۔ اور یہ حالت قیامت کے دن تک رہتی ہے ، جبکہ اچانک قبروں سے آواز سنی جائے گی ۔ اور کافر یہ کہے گا ہائے افسوس ہم کو اپنی خواب گاہوں سے کس نے اٹھایا ۔ اس وقت اس کے ساتھ مومن کی قبر سے یہ آواز آئے گی ۔ کہ یہ وہ وعدہ ہے ۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ کیا تھا ۔ اور پیغمبروں نے سچ فرمایا تھا ۔ اور کتاب مواہب لدنیہ میں صحیح اسناد کے ساتھ یہ مذکور ہے ۔ کہ حضرت ابن عباس سے سوال کیا گیا ۔ کہ کیا قیامت کا دن دنیا سے ہے یا آخرت سے پس آپ نے جواب دیا ۔ کہ اس کا نصف حصہ جس میں کہ قبروں سے جدائی ہوتی ہے ۔ اور اس کا دوسرا نصف حصہ جس میں کہ دوزخیوں کو دوزخ کی طرف اور جنتیوں کو جنت کی طرف لے جاتے ہیں ۔ وہ آخرت سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس حدیث کے وہ راوی جو کہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں عکرمہ رضی اللہ عنہ ہیں ۔ جو کہ ان کے آزاد کردہ غلام تھے ۔

پس جب قیامت کا دن اس وقت واقع ہوگا ۔ جبکہ برزخ اور جو کچھ اس سے متعلق ہے سب فناء ہو جائیں گے ۔ اور پھر یوم قیامت کا پہلا نصف حصہ دنیا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے تو اب حدیث صحیح کی رو سے حقیقتاً ثابت ہوا ۔ کہ برزخ دنیا سے ہے ۔ اور اس کلیہ کی رو سے دار دنیا سے مراد یہ ہوئی ۔ کہ اولیاء اللہ کی کرامات کا وقوع بعد از موت جوازاً ثابت ہے ۔ اس لیے جہاں اس شعر کی کئی ایک حضرات نے تشریحات کی ہیں ۔ ان میں سے ایک نے بھی میرے نظریہ کی تردید نہیں کی ۔ اور کسی نے اس شعر کا مطلب یہ نہیں لیا ۔ کہ مرنے کے بعد اولیاء کی کرامات منقطع ہو جاتی ہیں ۔ بلکہ اس کتاب (بدء الامالی) کے شارح حضرت علامہ جلال البخاری نے ایک عجیب نکتہ بیان فرما کر تمام مشکلات کو حل کر دیا ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی قید اس واسطے لگائی گئی ہے ۔ کہ معتزلہ کا رد ثابت ہو جائے ۔ ہمارے اور ان کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے ۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے ۔ کہ دار آخرت تو تمام مومنین کے لیے محل کرامت ہے ۔ اس لئے اولیاء اللہ کی کرامات کا ظہور اس دنیا میں بعد الموت زیادہ مفید مطلب اور بدرجۂ اتم ایک کمال ہے ۔

ایک اور شارح علیہ الرحمت یعنی علامہ سمہودی اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے اور دار دنیا کے عقدہ کو حل کرتے فرماتے ہیں ۔ کہ عقلاً اولیاء اللہ کی کرامات بعد از موت کو کرامات قبل الموت سے زیادہ ظاہر اور روشن ہونا چاہیئے ۔ کیونکہ ان کی روح موت کے بعد دنیا کی آلائشوں سے صاف ہو جاتی ہے ۔ اور وہ زیادہ لطیف اور نورانی ہو جاتی ہے اور اس دعویٰ کی دلیل مشاہدہ ہے ۔ جو کہ کثیر الوقوع ہے ۔ یہ معنی (قاضی القضاۃ) کے شعر میں پوشیدہ ہے ۔ کیونکہ ان کا قول (بدار دنیا) قبل موت اور بعد الموت دونوں پر صادق آتا ہے ۔ اب ان دلائل سے ظاہر ہو گیا کہ جس نے زیر بحث شعر سے یہ نتیجہ نکالا کہ انتقال کے بعد اولیاء اللہ کی کرامات کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے ۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ کو بھی اس کا قائل ثابت کرنے کی کوشش کی ۔ وہ ایک وہم میں مبتلا ہے ۔ اور ہدایت کے راستے سے بھٹکا ہوا ہے کیونکہ حضرت امام ہمام ابو حنیفہ سے نہ مرفوعاً نہ اصولاً کوئی ایسا قول ثابت ہے ۔ جس سے نفی کرامت بعد الموت ثابت ہو ۔ اس کے قطع نظر تینوں مذاہب یعنی شافعیہ ، مالکیہ ، حنبلیہ کی کسی کتاب میں ایک حرف بھی ایسا ثابت نہیں ہوا ۔ جو کہ ان حضرات کی کرامات بعد الموت کی نفی کر سکے ۔ پھر جو شخص یہ دعویٰ کرے اور ایسی نفی کو ثابت کرنا چاہے ۔ تو وہ اپنی دلیل پیش کرے ۔ اور میدان میں آ جائے کیونکہ آدمی کی جیت یا ہار ، کامیابی یا ذلت کا پتہ میدان میں چلتا ہے ۔

امام ہمام ، عالی مقام حضرت ابو حنیفہ کی طرف جو اس قول کی نسبت کی گئی ہے ۔ تو ان کی کرامات کا وقوع بذاتِ خود بعد الممات ثابت ہے ۔ دیکھیئے کتاب شرح مقدمۂ امام ابو اللیث سمرقندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ، مصنفہ فاضل قرمانی درباره کرامات ابو حنیفہ بعد الموت ۔ آئمہ مجتہدین روایت کرتے ہیں ۔ کہ امام مذکور کو غسل دینے لگے ۔ تو آپ کے پہلو پر ایک سطر لکھی ہوئی نظر آئی " یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی " ترجمہ ۔ اے تسلی یافتہ روح اپنے رب کی طرف چل درآں حالیکہ تو راضی اور راضی کی گئی ہے ۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں پہنچ جا ۔ (باقی آئندہ)

معجون ماسک البول :۔ پیشاب کی زیادتی کے لئے مفید ہے اور مثانہ کو قوت دیتی ہے
نعیمی دواخانہ ۔ لال کھوہ ۔ موچی دروازہ ۔ لاہور

کیا کبھی علماء اہلسنت میں بیداری نصیب ہوگی یا نہ

علم اور علماء کے فرائض منصبی کو

از غلام معین الدین نعیمی نائب صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان،

مینارۂ روشنی حضرات! علم ایک روشنی کا نام ہے، اور جہالت عبارت ہے ایک تاریکی سے، جب تاریکی عروج پر ہوتی ہے تو رحمتِ باری کا یہ ابدی دستور ہے کہ وہ از خود اس کے ازالہ کے سامان پیدا کر کے نور پھیلانے کی صورتیں ظاہر کر دیتا ہے رات کی تاریکی جب چہرۂ ارضی کو ڈھانپ لیتی ہے تو بام فلک پر چہار جانب روشنی کی قندیلیں بصورت انجم روشن ہو جاتی ہیں کہ تاریکی کا استیلاء قدرتِ خداوندی کی مصلحتوں کو گوارہ نہیں، یہ روشن قندیلیں بھی جب شدید تاریکی کے مقابلہ کے فرض سے کماحقہٗ عہدہ برآ نہیں ہو سکتیں تو ضیاء سمیں عالم بھر کو جگمگا دینے والی وہ مشعل بصورت قمر روشن کی جاتی ہے، جو رات کو پوری طرح دن تو نہیں بناتی لیکن اس کے جلوہ گر ہوتے ہی تاریکی کی دنیا میں تہلکہ پڑ جاتا ہے، اور ظلمت ہر جگہ کسی نشیب و فراز کی اوٹ میں منہ چھپا کر دبک رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے لیکن اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا فطری تقاضا پورا نہیں ہونے پاتا جب تک تاریکی کا نام نشان تک اس عالم سے مٹا نہ دیا جائے۔ چنانچہ اسی تقاضے کے جواب میں خالقِ ارض و سماء کی قدرت کا ملہ افقِ مشرق سے اس چیز کو طلوع بخشتی ہے کہ جس کی صورت دیکھتے ہی ظلمت و تاریکی ان کے گھاٹ اتر جاتی ہے، اور دنیا میں اس کے لیے کہیں جائے پناہ باقی نہیں رہتی، ابھی ابھی جس مقام پر تاریکی مسلط تھی، اب بقعۂ نور بن گیا ہے، جہاں رات تھی، اب دن ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے جہاں ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا، اب کوئی چیز چھپانا چاہے بھی تو نظر کی گرفت سے نکل نہیں سکتی۔ کیونکہ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا کے فیض سرمدی کا مقتضاء پوری تابش و نورانیت سے جلوہ گستری ہے اور ظلمت کا دیر تک رکنا نہ اسے منظور ہے، نہ اس کی مصلحت کے موافق۔

افساد و اصلاح حضراتِ والا برکات! یہ تو صرف نور و ظلمت کی ایک تمثیل ہے، لیکن آپ اس عالم کے جس گوشہ پر نظر ڈالیں گے، آپ کو اصلاح و افساد کی قوتیں مصروفِ عمل نظر آئیں گی۔ لیکن آپ کو ایسا کہیں بھی نظر نہیں آئیگا کہ قوتِ افساد کا تسلط دیرپا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر تو بیشک ہے لیکن اندھیر نہیں۔ آندھیاں چلتی ہیں، بادل گرجتے ہیں، موسلا دھار بارش ہوتی ہے، موسم گرما میں تمازتِ آفتاب انتہائی نقطۂ حرارت سے تجاوز کر جاتی ہے، موسم خزاں آتا ہے اور دنیا بھر پر ایک طویل حزن و ملال کا سماں چھا جاتا ہے، سردی آتی ہے اور یہ منظر ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کر دیتی ہے کہ ہر چیز افسردہ و منجمد ہو جاتی ہے۔ لیکن غور فرمائیے کہ ان تمام شدائد و مصائب میں سے کوئی سی چیز بھی ایسی ہے جس کا قیام و بقاء عارضی اور ثبات سے عاری ہو! آندھی کا تعاقب خوشگوار ہوائیں کیوں کرتی ہیں بادل کی گرج اور موسلا دھار مینہ کی بوچھاڑوں کے بعد دنیا ایک دلکش فضاء کا نقشہ کیوں پیش کر دیتا ہے۔ گرمی کے عروج کے بعد بہت جلد ایک معتدل موسم آکر کیوں ہمیں اپنی آغوش میں لے لیتا ہے! خزاں کی تلافی بہار کو ہمارے تقاضے اور اختیار کے بغیر از خود حاضر آکر کیوں کرنی پڑتی ہے! سردی کی شدت کو دور کرنے کے لئے ہماری طلب و جستجو کی رسائیوں سے بالا بالا خود بخود دنیا میں ایک قدرتی حرارت کیوں ظاہر ہونے لگتی ہے؟

احبابِ کرام و اکابرِ عظام! یہ محض اس لیے کہ قدرتِ حق تعالیٰ کو افساد کا تسلط کسی صورت میں گوارا نہیں ؎

وَلِکُلِّ شَدِیْدَۃٍ اِذَا نَزَلَتْ بِقَوْمٍ ❊ سَیَاْتِیْ بَعْدَ شِدَّتِہَا رَخَاءٌ

النبی نورٌ یہی حالت جہالت و علم کی ہے۔ جہالت سراسر فساد و ظلمت ہے، علم یکسر صلاح و نور ہے۔ یہ بات مصلحتِ خداوندی کے سراسر خلاف ہے کہ ظلمتِ جہالت کا تسلط ہو جائے اور نورِ علم کی تابانیاں ظہور پذیر نہ ہوں۔ میری ناقص دانست میں نبی کے معنی علم و نور کے بغیر کچھ نہیں۔ نبی وہ ہستی ہے کہ جب دنیا پر مادیت کی تاریکیاں، اور بُعد عن اللہ کی جہالت پر ور ظلمتیں مسلط ہو جاتی ہیں، تو یہ نور ایزدی اور یہ علمِ خداوندی اپنا علم بلند کرتا ہے، اور جگمگاہٹ سے تمام دنیا بقعۂ نور بن جاتی ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا۔ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۔ اور یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۔ اور مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔ اور وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ۔ اور قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۔

علم نبی کسبی نہیں یہیں سے یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ذاتِ نبی علم اکتسابی سے مستغنی ہوتی ہے۔ بھلا جو نورِ مبین ہے۔ وہ اقتباسِ نور کی زحمت جو تحصیل حاصل کے مرادف ہے کیوں برداشت کرے، جو خود علم الٰہی کا مجسمہ ہے وہ کسب علم کے لیے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ کیوں تہ کرے، جو خود مملکتِ علم و دانش کا شاہنشاہ ہے وہ کسی کے سامنے اس دولت کی گدائی کے لیے دامن کیوں پھیلائے بلکہ علوم مادیہ کا احتیاج اس کی شانِ نبوت کے سراسر منافی و معارض ہے۔

حضراتِ والا صفات! ابد عالم سے سُنّتِ خداوندی اسی نہج پر جاری و ساری چلی رہی کہ دنیا تعلیمِ نبوی سے کبھی خالی نہیں رہنے پائی۔ جب کبھی حوادث کے ایسے جھکڑ چلے کہ شمعِ ہدایت بھی ٹمٹما کر بجھنے لگی، اللہ تعالیٰ نے از سرِ نو جاہلیت کی تاریکی کا تسلط پسند نہیں کرتی۔ ازل ہی سے یوں مقدر ہو چکا ہے کہ افساد کو زیادہ مہلت نہ دی جائے۔ چنانچہ پہلی امتوں میں تو ہمیشہ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا پر عمل ہوتا رہا اور نبی پر نبی آتا رہا۔

مُہرِ ختمِ نبوت لیکن جب مخلوقاتِ باری تعالیٰ میں سب سے افضل در ترِ انبیاء و رسل کا سرتاج، اولین و آخرین کا محورِ علم و عرفاں، شمعِ شبستانِ ہدایت محیطِ علومِ اولین و آخرین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خاتم النبیین اور وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی ابدی مہر ثبت ہو چکی اور اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ کا اعلان سرمدی ہو چکا تو اب نبی کے علم و نور کی روشنی و ضیاء ہیں جاہلیت کی ظلمت اور ضلالت کی تاریکی کا مقابلہ کرنا نبی کے ان متبعین کا فریضہ قرار پایا جو وارثۃ الانبیاء کے لازوال خطاب سے نوازے گئے۔ نبی بظاہر ہماری آنکھوں کے سامنے ہم میں موجود نہیں لیکن اس کا علم و نور جو اللہ تعالیٰ کا کبھی خشک نہ ہونے والا چشمۂ رشد و ہدایت ہے۔ بدستور ہم میں موجود ہے۔ نبی بلاشبہ ہماری ظاہری نظروں سے اوجھل ہو گئے لیکن ان کے جانشینوں کو ہم اپنی ظاہری اور حیتی آنکھوں سے جو ہماری پیشانیوں پر روشن ہیں، بسہولت دیکھ سکتے ہیں۔ نبی اپنا کام بلا ریب بوجہ احسن و اتم مکمل کر گئے، لیکن ہمارا فرض جوں کا توں ہمارے سامنے موجود ہے اور چلا چلا کر ہمیں اپنی تکمیل پر متوجہ کر رہا ہے۔

علماء اور عوام حضرات! یہ تو دیکھئے کہ دنیا ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔ یہ ملاحظہ فرمائیے کہ ہم اہل دنیا کے ساتھ کیا سلوک ہے۔ بلکہ کیا ہونا چاہیے، اس بات پر نظر ہی نہ ڈالیے کہ عوام ہماری کتنی قدر کرتے ہیں، بلکہ اس پر گہری نظر رکھئے کہ ہم اپنے فرائضِ منصبی سے کہاں تک عہدہ برآ ہوتے ہیں، اور ہم نے اپنے منصب کی کیا قدر کی ہے۔ کیا ہم نے وہ سب کچھ برداشت کیا ہے جو ہمارے اسلاف نے کیا تھا! اگر نہیں کیا، اور یقیناً نہیں کیا تو پھر ان نتائج کے عدم ترتب کی شکایت بھی بے جا ہے، جو ہمارے اسلاف کے اعمال پر مرتب ہوتے تھے۔

نعیمی جوارشِ معدہ ضعفِ ہضم، بھوک کی کمی، بد ہضمی، ورم معدہ، ضعفِ جگر نفخ شکم کے لیے اکسیر ہے۔ معدہ کو قوت دیتی، درد کمر کو زائل کرتی، گندہ دہنی و ریاح کو دور کرتی، اور پیشاب کی زیادتی کو روکتی ہے، اجابت با فراغت کے لیے نافع ہے بھوک خوب لگاتی ہے دائمی قبض کو توڑتی ہے تبخیر کو دور کرتی ہے یہ جوارش ہر گھر میں ہر وقت موجود رہنا چاہیے۔ خوراک ۵ ماشہ کھانا کھانے کے نصف گھنٹہ بعد کھائیں۔ قیمت ایک پاؤ آٹھ روپے۔ نعیمی دواخانہ۔ لال کھوہ۔ موچی گیٹ۔ لاہور

امام سفیان ثوری

آپ کا نام سفیان بن سعید اور کنیت ابو عبداللہ تھی۔ آپ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور امیر المومنین فی الحدیث کا لقب ملا تمام علمائے اسلام آپ کی دین داری، تقویٰ اور پرہیزگاری پر اتفاق کرتے ہیں۔ آپ نہ صرف حدیث بلکہ فقہ کے بھی جید امام تھے بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب اپنے زمانہ میں سردار تھے۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس سردار ہوئے ہیں اور پھر ان کے بعد شعبی سردار ہوئے۔ اور پھر ان کے بعد سفیان ثوری کو یہ مقام حاصل ہوا۔

آپ نے حدیثیں ابو اسحٰق شیبانی، ابو اسحٰق سبیعی، سلم بن کہیل اور ان کے علاوہ سینکڑوں محدثین کرام سے روایت کی ہیں۔ اور آپ سے امام مالک، اور زاعی، یحییٰ بن سعید القطان، ابن مبارک، اور اس کے علاوہ ہزاروں تشنگان علم نبوی نے استفادہ کیا ہے

روایت حدیث میں مقام عبداللہ بن مبارک کہا کرتے تھے کہ میں نے ایک ہزار ایک سو شیوخ سے حدیثیں لکھی ہیں مگر ان میں سفیان سے افضل کوئی نہ تھے یحییٰ بن سعید قطان کہتے تھے کہ میرے نزدیک شعبہ سے زیادہ نزدیک کوئی شخص نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ان کا ہم پلہ ہے۔ مگر جب شعبہ سفیان کی مخالفت میں روایت کرتے ہیں تو میں سفیان کے قول کو لیتا ہوں۔ ابن معین کہا کرتے تھے کہ سفیان ثوری کی مخالفت جب بھی کوئی راوی کرتا ہے تو میں ہمیشہ سفیان ہی کے قول کو مقدم کرتا ہوں۔ ابن مدینی نے اپنے استاذ یحییٰ بن سعید قطان سے پوچھا کہ آپ امام مالک اور سفیان ثوری میں کس کی رائے کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ تو یحییٰ نے فرمایا کہ سفیان امام مالک سے ہر چیز میں آگے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری کی مرویات تیس ہزار تک پہنچی ہے امام مالک فرماتے تھے کہ پہلے عراق میں درہم اور کپڑے کی تجارت تھی اور جب سفیان ثوری وہاں گئے تو علم کی تجارت ہو گئی۔

اقوال و ارشادات: حضرت سفیان ثوری کے اقوال زریں بے شمار ہیں آپ کے بہت سے اقوال کو علامہ شعرانی نے طبقات الکبریٰ میں تفصیل سے نقل کیا ہے ان میں چند اقوال عبرت و موعظت کی غرض سے درج کئے جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

جب علماء ہی خراب ہو جائیں گے تو عوام کی اصلاح کون کرے گا؟ اور علماء کی خرابی اسی میں ہے کہ وہ دنیا میں پھنس جائیں اور دین کو بھلا دیں۔ ایک خط ایک عبادت گزار کو لکھتے ہیں اس میں ان کو جو نصیحتیں کیں ہیں وہ انمول موتی ہیں لکھتے ہیں کہ میں پیارے بھائی! ہم لوگ ایسے زمانہ میں ہیں جس سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے۔ حالانکہ ان لوگوں کے پاس جتنا علم تھا اتنا ہم لوگوں کے پاس نہیں ہے اور ان لوگوں کا درجہ جس قدر بلند تھا۔ اتنا درجہ ہم لوگوں کا نہیں ہے تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ جب کہ ہم لوگوں کے پاس علم کم ہے، اور صبر تھوڑا ہے نیکی اور اچھائی پر تعاون کرنے والوں کی کمی ہے۔ لہٰذا تم لوگوں سے کم سے کم ملنے کی کوشش کرو اور زیادہ تنہائی میں گذارو کیونکہ پہلے لوگ ملتے تھے تو ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاتے تھے اور اب یہ بات نہ رہی اس لئے اب نجات اسی میں ہے کہ لوگوں سے الگ رہو اور میرے بھائی حکام اور امراء کے پاس جانے اور ان سے ملنے سے احتراز کرو اگر تم سے کہا جائے کہ امراء کے پاس جا کر کسی کی سفارش کرو گے یا کسی پر ظلم ہونے سے روکو گے اور ان کو ظلم کرنے سے باز رکھو گے تو تم یاد رکھو یہ سب ابلیس کا دھوکہ ہے یہ سب دنیا حاصل کرنے اور ان کی غلط رائے میں ہاں بھرنے کے لئے ہوگا۔

درباری علما کی مذمت: حضرت سفیان ثوری سے ایک بار کہا گیا کہ فلاں شخص خلیفہ مہدی کے پاس آیا جاتا ہے اور وہ شخص یہ کہتا کہ ہم اس کی اتباع سے الگ رہتے ہیں۔ حضرت سفیان ثوری نے فرمایا وہ غلط کہتا ہے۔ اس نے اس کے کھانے اور پہننے میں افراط اور رہن سہن میں اسراف کو نہیں دیکھا؟ اس نے اس کی عیش پرستی کو کبھی خیال نہیں کیا؟ اس نے مہدی سے ایک دن یہ بھی کہا کہ یہ سب آپ کے لائق نہیں ہیں۔

ایک بار خلیفہ مہدی کو اس کے منہ پر کہا تم اپنے حاشیہ نشین اور بے جا خوشامد کرنے والے سے الگ رہو! یہ تمہارا کھاتے ہیں اور تم سے پیسے کر تمہیں دھوکہ دیتے ہیں اور تمہاری ایسی تعریف کرتے ہیں جو تم میں نہیں پائی جاتی ہے۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے تھے کہ جب کسی کو بدعت کی خبر ہو تو وہ اپنے ساتھی سے بھی بیان نہ کرے اور نہ اپنے دل میں جگہ دے۔ فرماتے تھے کہ جب کسی پولیس کو سوتے دیکھو تو اس کو نماز کے لئے بھی نہ جگاؤ۔ کیونکہ جب وہ جاگے گا تو وہ کسی کمزور کو ستائے گا۔ یا کسی پر ظلم کرے گا۔ فرماتے تھے۔ کہ عالم تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کو زیادہ پہچانتا ہے اور اس کے اوامر کو زیادہ جانتا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں۔ اور اس کے حدود کی محافظت کرتے ہیں۔ تیسرا عالم وہ ہے جو نہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے۔ اور نہ اس کے اوامر کو جانتا اس کی علامت یہ ہے کہ نہ تو اللہ سے ڈرتا ہے اور نہ اس کے حدود پر رکتا ہے یہی لوگ ہیں جن سے جہنم کی آگ سلگائی جائے گی۔ اللّٰھم احفظنا منھم۔

منصب قضا قبول کرنے سے انکار: قعقاع بن حکیم کہتے ہیں کہ ایک دن میں خلیفہ مہدی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت سفیان ثوری تشریف لائے اور آتے وقت خلیفہ مہدی کی شایان شان سلام قبول نہ کیا بلکہ معمولی ذکر کر کے رہ گئے اور اس کا سماں یہ تھا کہ ربیع مہدی کے پیچھے تلوار پر ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ اور اس کے حکم کا منتظر تھا۔ جب حضرت سفیان ثوری سلام کر کے بیٹھ گئے تو مہدی مسکراتے ہوئے سفیان ثوری کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے سفیان آپ ہم لوگوں کے خوف سے ادھر ادھر بھاگتے رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں آپ کے ساتھ بدسلوکی کرنا بھی چاہیں تو اس کی قدرت نہیں رکھتے ہیں۔ اچھا اب تو ہم آپ پر قدرت رکھتے ہیں، اگر ہم ابھی چاہیں تو حکم دیں اور آپ کو ذلیل و رسوا کر دیا جاوے اس کے جواب میں حضرت سفیان ثوری نے فرمایا کہ اگر تم میرے ساتھ اس قسم کا کوئی حکم کرو گے تو وہ شہنشاہ جو قادر مطلق ہے اور جو حق باطل میں تفریق کرتا ہے وہ تمہارے ساتھ وہی فیصلہ کرے گا یہ سن کر ربیع آگ بگولہ ہو گیا اور بولا امیر المومنین یہ جاہل آج آپ کے ساتھ گستاخی کر رہا ہے۔ اجازت دیجئے اس کی گردن اڑا دوں مہدی نے کہا تم ہی بدبخت ہو تم کو معلوم نہیں ہے کہ لوگ کن صفات کے حامل ہیں۔ اگر ان کو قتل کر دو گے تو ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔ میں نے تو ان کی تحقیق کر لی یہاں کو کوفہ کا قاضی مقرر کرتا ہوں اور ایسا قاضی بناؤں گا کہ ان کے فیصلہ میں کوئی دخیل نہ ہو۔ اور پھر مہدی نے خط لکھا اور کوفہ کا قاضی بنا کر پروانہ حضرت سفیان ثوری کے حوالہ کیا۔

حضرت سفیان ثوری نے اس خط کو مہدی کے پاس سے لے کر اٹھے اور جا کر دجلہ میں ڈال دیا۔ اور روپوش ہو گئے مہدی نے ہر جگہ ان کی تلاش کی مگر کہیں پتہ نہ چلا، آخر مہدی نے ہر جگہ ان کی تلاش کی مگر کہیں پتہ نہ چلا، آخر مہدی نے ان کی جگہ شریک بن عبداللہ نخعی کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا جس کو کسی شاعر نے اس طرح لکھا ہے؛

تحرز سفیان وفر بدینہ۔ وامسی شریک مرصدا للدراھم

حضرت سفیان ثوری اس واقعہ کے بعد ہمیشہ روپوش رہے اور اسی حالت میں ۱۶۱ھ میں خدا کو پیارے ہو گئے۔

لیوب کبیر جو رطوبتیں جوان رہنے کے لئے ضروری ہیں وہ مہیا کرتا ہے، اور جو گلینڈوں میں پیدا ہوتی ہیں انہیں تقویت دیتا ہے۔ اس کے لئے ایک خوراک تنہا یا کشتہ طلاء ۳ چاول ملا کر صبح کو کھلائیں، اوپر سے "ماء اللحم مسیحائی" ۵ تولہ نوش کریں یا صرف دودھ پئیں۔ مقدار خوراک۔ بڑی عمر والوں کو ۵ سے ۷ ماشہ تک بچوں کو نہیں دیا جاتا۔ (قیمت ایک پاؤ تیرہ روپے)
نعیمی دواخانہ لال کھوہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

(مسلسل) قسط نمبر

دشمنانِ رسولِ انام اور ان کا انجام

از تابش قصوری دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع منٹگمری۔

اربد بن ربیعہ یہ شخص دشمنِ رسول و دشمنِ صحابہ تھا۔ تفسیر حسینی ص ۲۲۱ میں اس لعین کی موت کا تذکرہ اس طرح ہے کہ ۹ھ میں عامر بن طفیل (قسط ۲ میں اس کی ہلاکت کا ذکر گزر چکا ہے) نے اربد بن ربیعہ سے یہ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر ڈالیں۔ اسی ناپاک ارادہ سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے بڑی دیر گفتگو ہوتی رہی۔ مگر اربد کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تلوار چلائے الغرض وہاں سے سخت باتیں کہہ کر باہر نکلے اور چلتے وقت عامر بن طفیل نے کہا کہ میں تم پر لشکرِ جرار سوار اور پیادہ لاؤں گا۔ اربد بن ربیعہ بھی ساتھ تھا دونوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں یہ الفاظ عرض کیے۔ اللّٰھم اکفنیھما بما شئت۔ اے اللہ کفایت کر تو انہیں ساتھ جس چیز کے چاہے تو۔ عامر باہر آ کر اربد سے پوچھنے لگا وہ تمام تجاویز کیا ہوئی۔ تو نے تلوار کیوں نہ ماری اس نے جواب دیا جب تلوار مارنے کا ارادہ کرتا تو آپ کے درمیان حائل ہو جاتا تھا بہرکیف جب دونوں کافر مدینہ طیبہ سے باہر نکلے بجلی گری اور اربد کو جلا دیا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس کی ہلاکت و بربادی کی خبر قرآن پاک میں مجملاً بیان ہے اور اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِھَا مَنْ یَّشَآءُ وَھُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰہِ وَھُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ۔ ترجمہ اور کڑک بھیجتا ہے۔ تو اسے جس پر چاہتا ہے ڈالتا ہے۔ اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں اور اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ تفسیر خازن میں اربد کی ہلاکت میں یہ الفاظ مرقوم ہیں۔ اھلک اللہ اربد بالصاعقۃ خازن جلد ۴ ص ۔ جلد ۲ ص ۲۶۹

یہودی بعض فرماتے ہیں کہ ایک یہودی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا اے ابوالقاسم مجھے یہ بتاؤ کہ آپ کا خدا کس چیز کا ہے۔ موتی کا یا زمرد کا یا یاقوت کا یا سونے کا۔ فوراً اعتصب الٰہی کے ابر سے بجلی گری اور اس کو (یہودی) جلا دیا۔ اس کے حق میں مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ تفسیر حسینی ص ۴۲۱ ج ۱

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے ایک نہایت سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجی انہوں نے اس کو دعوت دی کہنے لگا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا رب کون ہے؟ جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو۔ کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا لوہے کا ہے یا تانبے کا؟ مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انہوں نے واپس آ کر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ایسا اکفر سیاہ دل سرکش دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضور نے فرمایا پھر جاؤ۔ انہوں نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا اور کہا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کر کے ایسے رب کو مان لوں جسے نہ میں نے دیکھا نہ پہچانا۔ یہ حضرات پھر واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا حضور اس کا خبث ترقی پر ہے۔ آپ نے فرمایا پھر جاؤ۔ بہ تعمیلِ ارشاد پھر گئے۔ جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا۔ ابر آیا۔ اس میں بجلی چمکی کڑک ہوئی اور بجلی گری اور اس کافر کو جلا دیا۔ یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں انہیں اصحاب کرام کی ایک جماعت ملی وہ کہنے لگے وہ شخص جل گیا۔ ان حضرات نے کہا آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہو گیا انہوں نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی آئی ہے۔ ویرسل الصواعق فیصیب بھا من یشآء وھم یجادلون فی اللہ وھو شدید المحال ط (خزائن العرفان)

شریح قارظہ یہ دشمن ناموسِ رسالت بڑا سخت تھا۔ بہت متکبر اور مغرور تھا۔ قریش میں بڑے مرتبے کا پہلوان تھا۔ جنگِ احد میں مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار کی طرف سے علم لے کر میدان میں نکلا۔ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور ایک ہی وار میں اس ناہنجار کا کام تمام کر دیا۔ شاہنامہ اسلام میں حفیظ جالندھری اس کا اس طرح نقشہ پیش کیا ہے۔

(شعر)

شریح قارظہ تھا فوجِ قریشی میں بڑا کامل
نہایت تمکنت سے اب بنا جھنڈوں کا وہ حامل
جنابِ حیدرِ کرار کے ہاتھوں گیا مارا
پڑی وہ ضرب کاری کھل گیا کافر کا بھنڈارا
بغل کے راستے سے قلب تک یہ تیغ در آئی
تو دونوں لشکروں کو اک عجب صورت نظر آئی
علم سے ہاتھ رشتہ مسلم برواد کا ٹوٹا
گرے پہلو بہ ساتھ ظاہر کا نہیں چھوٹا

عبد الدار یہ بھی دشمنِ رسول جنگِ احد میں کفار کی ہمنوائی کر رہا تھا۔ شریح قارظہ کے قتل ہوتے ہی کفار نے علم اس کے ہاتھوں سونپ دیا۔ اسے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں داخلِ سقر ہونا پڑا۔ ایک اور دشمنِ دینِ اسلام تھا۔ اس کو حضرت سعد وقاص نے ایک ایسا تیر مارا کہ اس کی زبان باہر آ گئی۔ اور تڑپ تڑپ کر داخلِ جہنم ہوا۔

مسافع ابن طلحہ یہ بھی علمبردار کفار تھا۔ جنگِ احد میں حضرت ابن اقلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیزے سے ہلاک کیا۔

نشانہ اس کو نیزے کا بنایا ابن اقلح نے
علم خاکِ مذلت پر گرایا ابن اقلح نے

عباس کے اس کے بھائی کلاب نے قریش کا علم اٹھایا تو حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیزہ سے ہلاک کر دیا۔ (شاہنامہ اسلام) (باقی باقی)

بقیہ:- خسرو پرویز

کے نامہ مبارک کو دربار سے نکلوانے کے بعد یمن کے حاکم باذام (ایک روایت میں باذان ہے) کو حکم بھیجا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قید کر کے ہمارے پاس بھیج دو باذام نے شہنشاہِ کسریٰ کے حکم کی تعمیل میں دو بہادر نوجوان حضور کے پکڑنے کی خاطر مدینہ روانہ کئے۔ جب یہ دونوں مدینہ پہنچے حضور کے پاس گئے حضور نے فرمایا۔ تمہارا بادشاہ اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہو گیا ہے۔ جس کی طرف سے تم میرے پاس حاضری کا حکم لائے ہو۔

وہ بے حد متعجب ہوئے۔ لوٹ کر یمن آئے۔ باذام یا باذان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کی خبر دی وہ بھی سن کر بہت حیران ہوا۔ اسی دن سے ایران سے ایک سرکاری افسر نے آ کر پرویز خبیث دشمنِ رسول کے قتل کی خبر دی۔ اس تائید سے یمن کا حاکم بڑا متاثر ہوا۔ مع درباریوں اور عمائدین کے مشرف با اسلام ہوا اور کسریٰ کی بادشاہی اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرامی نامہ کو اس کشتہ جہنم نے پارہ پارہ کیا تھا۔ اسی طرح آج کا پرویز نامی بھی سنتِ رسول کا دشمن، اور حضور کے فرامین کا باغی ہے۔ یہ نام کی مناسبت قابلِ عبرت ہے۔

گڑھی شاہو ۲۹ ستمبر کو جمعیۃ الطلباء مدرسہ عزیزیہ زینت القرآن گڑھی شاہو لاہور کا ایک اجلاس زیرِ صدارت قاری محمد بشیر احمد رزمیؔ منعقد ہوا۔ جس میں وجاہت بیگ زیدیؔ کے "تلاوت قرآن پاک" کے بعد تمام طالب علموں نے مل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں نعت شریف کا ہدیہ پیش کیا۔ بعد ازاں مدرسہ کے ناظم قاری محمد بشیر احمد رزمیؔ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے لوگوں کو چاہیے کہ وہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو دینی تعلیم بھی پڑھائیں۔

(نامہ نگار)

شورکوٹ شورکوٹ ضلع جھنگ میں یکم تا ۳ر نومبر ۱۹۶۳ء سہ روزہ عظیم الشان اجلاس ہونے والے ہیں جسمیں حضرت علامہ ابوالحقائق محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی شیخ القرآن کے علاوہ ملک دیگر اکابر علماء کرام بیانات فرمائیں گے۔

(نامہ نگار)

استحقاق سے بڑھ کر مال کو دُگنا چوگنا کرنے کی حرص

چک نمبر ۲۴۹ تھانہ صدر جھنگ کے دو زمیندار کرنسی نوٹ دوگنے کرانے کے لالچ میں قریباً دس ہزار روپے کے کرنسی نوٹ گنوا بیٹھے۔ ملزمان فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

پولیس تھانہ صدر کے مطابق چک نمبر ۲۴۹ کے زمیندار لال خان سیال کو اس کے چچا زاد بھائیوں کے دو دوستوں نے بتایا کہ ان کے پاس دو ماہر ہوئی آئے ہیں جو کرنسی نوٹ دوگنے کر دیتے ہیں لہٰذا تم لوگ بھی اپنے نوٹ دوگنے کرا لو۔ اطلاع دینے والوں نے لال خان سیال کو قرآن اٹھا کر کہا کہ ہم نے خود ان سے نوٹ دوگنے کروائے ہیں۔ چنانچہ ان کی باتوں میں آ کر لال خان سیال اور اس کے بہنوئی بہادر خان نے سو سو روپیہ اور دس دس روپے والے ۹۹۵۰ کے نوٹ اکٹھے کر کے جعلساز ماہرین کو جن کے نام محمد علی اور حق نواز سپرا بیان کئے جاتے ہیں) دے دیئے۔ جنہوں نے نوٹ لے کر ایک سفید برتن منگوایا جس میں سفید رنگ کا ایک سفوف ڈال کر گھول دیا جتنے کرنسی نوٹ تھے اتنے ہی سفید کاغذ کے ٹکڑے کاٹ کر ایک ایک کاغذ ایک ایک نوٹ کے ساتھ چپکا دیا گیا۔ اس کے بعد تمام نوٹوں کو ایک شیشہ پر پھیلا کر اس پر دوسرا شیشہ رکھ دیا۔ اور انہیں دھوپ میں خشک ہونے کے لئے ڈال دیا گیا۔

دو تین گھنٹے کے بعد مبینہ جعلسازوں نے کہا کہ ایک دوائی گھمیانہ سے لانی ہے اس لئے آپ گھر سے کرایہ لے آئیں۔ لال خان سیال اپنے گھر کرایہ لینے چلا گیا۔ جب وہ آدھ گھنٹے کے بعد واپس آیا تو مبینہ ملزموں نے تمام نوٹ اکٹھے کر کے ان کی گڈی بنا کر ایک کپڑے میں لپیٹ دی اور وہ گٹھڑی لال خان کے بھائی امیر خان کے ایک بکس میں رکھ کر چابی امیر خان کو دے دی۔ اور خود دونوں جعلساز اور لال خان گھمیانہ چلے گئے۔ جھنگ صدر پہنچ کر نوسربازوں نے لال خان کو ایک ہوٹل میں بٹھایا اور خود دوائی لینے کا بہانہ کر کے نو دو گیارہ ہو گئے۔ جب کافی دیر تک نوسرباز نہ آئے تو لال خان پر صورتِ حال واضح ہو گئی اور وہ بھاگم بھاگ اپنے گھر واپس پہنچا اور جب اس نے بکس میں سے نوٹوں والی گٹھڑی نکالی تو اس میں سے جلے ہوئے کاغذ نکلے۔

سب سے بڑا نوسرباز

ان نوسربازوں نے انسان کی ایک بنیادی فطری خصلت سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ انسان کی طبعی خصلت یہ ہے کہ وہ اپنے سرمائے کو دُگنا چوگنا اپنے اعمال کے اجر کو مضاعف اپنی کوشش کے نتائج کو استحقاق سے بہت زیادہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی فطری کمزوری کی بناء پر خالقِ فطرت نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ وہ نیکی کا دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ گنا اجر دیتا ہے۔ مگر انسان کی عجیب بدبختی ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے سچے وعدوں پر تو یقین نہیں کرتا اور نوسربازوں کے جھوٹے وعدوں کے پھیرے میں آ جاتا ہے۔ ان نوسربازوں میں سب سے بڑا نوسرباز اور نوسربازوں کا گرو گھنٹال شیطان ہے جو "یعدھم ویمنیھم" ان سے وعدہ کرتا ہے امیدیں دلاتا ہے۔ "وما یعدھم الشیطان الا غرورا" اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ اور ان کو صرف دھوکا دیتا ہے۔ انسان اپنے پروردگارِ حق کی خدمت میں اپنے اعمالِ حسنہ کے نوٹ پیش نہیں کرتا کہ وہ دس گنے اور ہزار گنے ہو کر اسے واپس ملیں مگر وہ شیطان کی پیش کی ہوئی لذتوں کے حصول کے لئے اپنا سرمایۂ حیات لگا دیتا ہے۔ اور اپنی عاقبت بالکل گنوا دیتا ہے۔ ان فی ذالک لعبرۃ [illegible] الباب۔ لوگ لال خان سیال کو ملامت کریں گے کہ عجیب احمق تھا جو اس دھوکے میں آگیا حالانکہ ان میں اکثر لال خان سیال ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سادہ لوح اور بے وقوف۔ لال خان سیال نے دس ہزار کے نوٹ کھوئے یہ لوگ اپنا سرمایۂ زندگی برباد کر رہے ہیں۔

غلامی کی زنجیریں

یہ ملک پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے اس کے حکمران مسلمان ہیں اور اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے افسوس ہے کہ آزادیٔ ملک کو سولہ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن ہمارے اس مسلم آزاد ملک میں ابھی تک انگریز کی نازل کردہ لعنتیں ہماری گردنوں سے نہیں اتریں۔ ہماری بازاروں چوکوں اور سڑکوں کے نام ابھی تک وہی موجود رکھے گئے تھے۔ ہماری دفتری زبان وہی انگریزی چلی آ رہی ہے۔ ملک میں تعطیلات کے دن ابھی تک وہی ہیں۔ جو ان کے نزدیک متبرک تھے۔ ہمارا قانون وہی ہے جو وہ بنا کر ہمیں دے گئے تھے ہمارے تعلیمی نصاب [illegible] انہوں نے مرتب کئے تھے۔ غرض ہم ابھی تک اصطلاحی آزاد اور حقیقی غلام ہیں۔ [illegible] لیٹے انگلشوں نے ہمیں اتنا بے حس کر دیا ہے کہ غلامی ہمارے اندر ایسی رچ بس گئی ہے کہ [illegible] بن گئی ہے اور ہم کو نامرادی کا احساس تک نہیں۔

وائے ناکامی کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

لہٰذا ہماری حکومت عالیہ کو اولین فرصت میں ان غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہو جانا چاہیئے اور شعائرِ فرنگ کو جلد تر نیست و نابود کر دینا چاہیئے۔ (استقلال)

"گزارشِ واقعی"

سودھی وال کالونی، ملتان روڈ لاہور میں اہلِ سنت والجماعت کی ایک بڑی جامع مسجد محمدی حنفیہ زیرِ تعمیر ہے [illegible] کا سالانہ انتخاب ہو کر مسجد کمیٹی مکمل طور پر بن چکی ہے اور کمیٹی انجمن تحفظ جامع مسجد کے نام سے رجسٹرڈ بھی کرالی گئی ہے۔

محمد ۳۰ اور صاحب استطاعت حضرات سے پرزور اپیل اور استدعا ہے کہ دامے درمے۔ قدمے اور سخنے انتہائی ہمت اور محبت سے امداد فرما کر عنداللہ ماجور اور عنداللہ مشکور ہوں۔ بقول استاد شاہ ظفر و شیخ محمد ابراہیم ذوق [illegible]

نام منظور تو فیض کے اسباب بنا
پُل بنا، چاہ بنا، مسجد و تالاب بنا

بزرگانِ قوم! یہ صدقہ جاریہ ہے۔ جیسا کہ حضرت شاہ فضل حق خیر آبادی فرماتے ہیں

چراغوں کی تو ظاہر میں چمک ہے
دیئے کی روشنی محشر تلک ہے

(نامہ نگار)

توشہ شریف

بتاریخ ۵ ستمبر ۶ جمادی الاوّل کو نظام آباد میں ایک عرسِ مبارک کے سلسلہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے فضائل اولیائے کرام کے موضوع پر مدلل تقریر فرمائی اور اس کے بعد خطیب اعظم توشہ شریف حضرت مولانا حافظ محمد لقیری صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں بیان فرما کر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ (نامہ نگار)

گوجرانوالہ

حضرت مولانا ابوالنعیم محمد رحمت اللہ صاحب نوری خطیب جامع نورانی کچھ عرصہ سے بیمار ہیں قارئین سوادِ اعظم مولانا موصوف کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

مطبوعاتِ سوادِ اعظم لاہور

ترجمہ کتاب الشفاء	حصہ اول	چار روپے	محصول ڈاک پچھتر پیسے
" " "	حصہ دوم	"	"
ماثبت من السنہ	عربی	ڈھائی روپے	" اکسٹھ پیسے
ترجمہ ماثبت من السنۃ	(ایام اسلام)	چار روپے	" پچھتر پیسے
ترجمہ فتوح الغیب	(شرح فتوح الغیب)	ڈھائی روپے	" اکسٹھ پیسے
ترجمہ تکمیل الایمان	(ردِ بیان عقائد)	دو روپے	"
القول المقبول	(مسئلہ لاؤڈ سپیکر)	پچھتر پیسے	" ستاون پیسے
کتاب العقائد	(مختصر عقائد)	پچیس پیسے	" سات پیسے
تین سو احادیث کا مجموعہ	(رفیع رسالت)	پچاس پیسے	" ستاون پیسے
ترجمہ مسائل لباس		تیرہ پیسے	" سات پیسے

تاجران کتب کو حسبِ قاعدہ کمیشن۔ پانچ نسخوں سے کم پر کمیشن نہیں دیا جائے گا۔
مکتبہ سوادِ اعظم، موچی گیٹ۔ لاہور

ذخیرہ کتب:۔ سید منور علی شاہ صاحب (امریکہ) پیشکش:۔ محمد احمد ترازی